پریم چند

(1880 – 1936)

پریم چند کا اصلی نام دھنپت رائے تھا۔ وہ بنارس کے قریب ایک گاؤں لمہی میں پیدا ہوئے تھے۔ ان کا شمار اردو کے ابتدائی اہم افسانہ نگاروں میں ہوتا ہے۔ ان کے افسانوں میں زندگی کے روپ اپنے حقیقی مسائل اور کرداروں کے ساتھ نظر آتے ہیں۔ غربت اور افلاس میں جینے والا عام انسان ، خصوصاً دیہاتی کسان اور مزدور، ان کے افسانوں کا اہم کردار ہوا کرتا ہے۔

پریم چند نے سیکڑوں افسانے اور کئی ناول لکھے ہیں۔ 'پریم پچیسی'، 'پریم چالیسی'، 'دودھ کی قیمت' اور 'واردات' ان کے اہم افسانوی مجموعے ہیں۔ 'گئودان'، 'غبن'، 'میدانِ عمل'، 'بیوہ' اور 'بازارِ حسن' ان کے اہم ناول ہیں۔

© NCERT not to be republished

نادان دوست

کیشو کے گھر میں ایک کارنس کے اوپر ایک چڑیا نے انڈے دیے تھے۔ کیشو اور اس کی بہن شیاما دونوں بڑے غور سے چڑیا کو وہاں آتے جاتے دیکھا کرتے۔ سویرے دونوں آنکھ مَلتے کارنس کے سامنے پہنچ جاتے اور چڑا اور چڑیا دونوں کو وہاں بیٹھا پاتے۔ ان کو دیکھنے میں دونوں بچّوں کو نہ معلوم کیا مزہ ملتا تھا۔ دودھ اور جلیبی کی بھی سُدھ نہیں رہی تھی۔ دونوں کے دل میں طرح طرح کے سوالات اُٹھتے ’’ انڈے کس رنگ کے ہوں گے؟ کتنے ہوں گے؟ کیا کھاتے ہوں گے؟ ان میں سے بچّے کس طرح نکل آئیں گے؟ بچّوں کے پر کیسے نکلیں گے؟ گھونسلا کیسا ہے؟‘‘ لیکن ان باتوں کا جواب دینے والا کوئی نہ تھا، نہ امّاں کو گھر کے کام دھندے سے فرصت تھی، نہ بابو جی کو پڑھنے لکھنے سے۔ دونوں بچّے آپس میں سوال و جواب کر کے اپنے دل کو تسلّی

دے لیا کرتے تھے۔شیاما کہتی ’’کیوں بھیّا!بچّے نکل کر پھُر سے اڑ جائیں گے؟‘‘

کیشو عالمانہ غرور سے کہتا: ’’ہیں ری پگلی، پہلے پر نکلیں گے۔بغیر پروں کے بچارے کیسے اڑ جائیں گے؟‘‘

شیاما: بچوں کو کیا کھلائے گی بیچاری؟

کیشو اس پیچیدہ سوال کا جواب کچھ نہ دے سکا تھا۔

اس طرح تین چار دن گذر گئے۔دونوں بچّوں کی خواہشِ تحقیقات دن بدن بڑھتی جاتی تھی۔انڈوں کو دیکھنے کے لیے وہ بے تاب ہواُٹھے تھے۔ انھوں نے قیاس کیا ’’اب بچّے ضرور نکل آئے ہوں گے‘‘ بچّوں کے چارے کا سوال اب ان کے سامنے کھڑا ہوا۔ چڑیا بیچاری اتنا دانہ کہاں پائے گی کہ سارے بچّوں کا پیٹ بھرے۔غریب بچّے بھوک کے مارے چوں چوں کرکے مرجائیں گے۔

اس مصیبت کا اندازہ کرکے دونوں نے فیصلہ کیا کہ کارنس پر تھوڑا سا دانہ رکھ دیا جائے۔شیاما خوش ہوکر بولی ’’تب تو چڑیوں کو چارے کے لیے کہیں اڑ کر نہ جانا پڑے گا۔‘‘

کیشو: نہیں تب کیوں جائے گی؟

شیاما: کیوں بھیّا، بچّوں کو دھوپ نہ لگتی ہوگی؟

کیشو کا دھیان اس تکلیف کی طرف نہ گیا۔ تھا بولا ’’ضرور تکلیف ہوتی ہوگی۔ بچارے پیاس کے مارے تڑپتے ہوں گے، اوپر سایہ بھی نہیں۔‘‘

آخر یہ فیصلہ ہوا کہ گھونسلے کے اوپر کپڑے کی چھت بنادینی چاہیے۔ پانی کی پیالی اور چاول رکھ دینے کی تجویز منظور ہوگئی۔

دونوں بچے بڑے شوق سے کام کرنے لگے۔شیاما ماں کی آنکھ بچا کر مٹکے سے چاول نکال لائی۔کیشو نے پتّھر کی پیالی کا تیل چپکے سے زمین پر گرادیا اور اسے خوب صاف کرکے اس میں پانی بھرا۔اب چاندنی کے لیے کپڑا کہاں سے آئے۔پھر اوپر بغیر چھڑیوں کے ٹھہرے گا کیسے؟ اوپر چھڑیاں کھڑی کیسے ہوں گی؟

کیشو بڑی دیر تک اسی ادھیڑبن میں رہا۔آخر اس نے یہ مشکل بھی حل کرلی۔شیاما سے بولا ’’جا کر کوڑا پھینکنے والی ٹوکری اٹھا لاؤ، امّاں کو مت دکھانا۔‘‘

شیاما دوڑ کر ٹوکری اٹھالائی۔کیشو نے اس کے سوراخ میں تھوڑا سا کاغذ ٹھونس دیا اور ٹوکری کو ایک ٹہنی سے لٹکا کر بولا

© NCERT not to be republished

دیکھ ایسے ہی گھونسلے پر اس کی آڑ کروں گا تو کیسے دھوپ جائے گی۔

شیاما نے دل میں سوچا، بھیا کیسے چالاک ہیں۔

گرمی کے دن تھے۔ بابو جی دفتر گئے ہوئے تھے۔ ماں دونوں بچّوں کو سلا کر خود سو گئی تھی۔ لیکن دونوں بچّوں کی آنکھوں میں نیند کہاں؟ امّاں جی کو بہلانے کے لیے دونوں دم روکے، آنکھیں بند کیے موقعے کا انتظار کر رہے تھے۔ جوں ہی معلوم ہوا کہ امّاں جی اچھّی طرح سو گئی ہیں، دونوں چپکے سے اُٹھے اور بہت آہستہ سے دروازے کی سٹکنی کھول کر باہر نکل آئے۔ انڈوں کی حفاظت کی تیّاریاں ہونے لگیں۔

کیشو کمرے سے جا کر ایک اسٹول اُٹھالایا۔ لیکن اس سے کام نہ چلا تو نہانے کی چوکی لا کر اسٹول کے نیچے رکھی اور ڈرتے ڈرتے اسٹول پر چڑھا۔ شیاما دونوں ہاتھوں سے اسٹول پکڑے ہوئے تھی۔ اسٹول چاروں ٹانگیں برابر نہ ہونے کی وجہ سے جس طرف زیادہ دباؤ پاتا تھا، ذرا سا ہل جاتا تھا۔ اس وقت کیشو کو کس قدر تکلیف برداشت کرنی پڑتی تھی، یہ اسی کا دِل جانتا تھا۔ دونوں ہاتھوں سے کارنس پکڑ لیتا تھا اور شیاما کو دبی آواز سے ڈانٹتا۔ ''اچھی طرح پکڑو ورنہ اُتر کر بہت ماروں گا۔''

مگر بے چاری شیاما کا دل تو اوپر کارنس پر تھا۔ بار بار اس کا دھیان ادھر چلا جاتا اور ہاتھ ڈھیلے پڑ جاتے۔

کیشو نے جوں ہی کارنس پر ہاتھ رکھا، دونوں چڑیاں اُڑ گئیں۔

کیشو نے دیکھا کہ کارنس پر تھوڑے سے تنکے بچھے ہوئے ہیں اور اس پر تین انڈے پڑے ہوئے ہیں۔ جیسے گھونسلے اس نے درخت پر دیکھے تھے ویسا کوئی گھونسلا نہیں ہے۔

شیاما نے نیچے سے پوچھا ''بچّے ہیں بھیّا؟''

کیشو: تین انڈے ہیں، بچّے ابھی تک نہیں نکلے۔

شیاما: ذرا ہمیں دکھا دو بھیّا، کتنے بڑے ہیں؟

کیشو: دکھا دوں گا، پہلے ذرا جھنڈی لے کر آ۔ نیچے بچھا دوں، بچارے انڈے تنکوں پر پڑے ہیں۔

شیاما دوڑ کر اپنی پرانی دھوتی پھاڑ کر ایک ٹکڑا لائی ۔ کیشو نے جُھک کر کپڑا لے لیا اور اسے تہہ کر کے ایک گدّی بنائی اور اسے تنکوں پر بچھا کر تہہ کر کے تینوں انڈے اس پر رکھ دیے ۔ شیاما نے پھر کہا: ''ہم کو بھی دکھا دو بھیّا۔''

کیشو: دکھادوں گا ۔ پہلے ذرا وہ ٹوکری تو دے اوپر سایہ تو کر دوں۔

شیاما نے ٹوکری نیچے سے تھما دی اور بولی'' اب تم اُتر آ ؤ میں بھی دیکھوں۔''

کیشو نے ٹوکری کو ایک ٹہنی سے لگا کر کہا۔''جا، دانہ اور پانی کی پیالی لے آ، میں اتر آ ؤں گا تو تجھے دکھادوں گا۔''

شیاما پیالی اور چاول بھی لے آئی۔

کیشو نے ٹوکری کے نیچے دونوں چیزیں رکھ دیں اور آہستہ سے اُتر آیا۔

شیاما نے گڑ گڑا کر کہا۔'' اب ہم کو بھی چڑھا دو بھیّا؟''

کیشو: تو گر پڑے گی۔

شیاما: نہ گروں گی بھیّا، تم نیچے سے پکڑے رہنا۔

کیشو: کہیں تو گر گرا پڑی تو امّاں جی میری چٹنی ہی کر ڈالیں گی۔ کہیں گی کہ تو نے ہی چڑھایا تھا۔ کیا کرے گی دیکھ کر؟ اب انڈے بڑے آرام سے ہیں۔ جب بچّے نکلیں گے تو ان کو پالیں گے۔

دونوں پرندے بار بار کارنس پر آتے تھے اور بغیر بیٹھے ہی اُڑ جاتے تھے۔ کیشو نے سوچا ہم لوگوں کے ڈر سے یہ نہیں بیٹھتے۔ اسٹول اُٹھا کر کمرے میں آیا۔ چوکی جہاں کی تھی وہیں رکھ دی۔

شیاما نے آنکھ میں آنسو بھر کر کہا۔'' تم نے مجھے نہیں دکھایا، امّاں جی سے کہہ دوں گی۔''

کیشو: اماں جی سے کہے گی تو بہت ماروں گا، کہے دیتا ہوں۔

شیاما: تو تم نے مجھے دکھایا کیوں نہیں؟

کیشو: اگر گر پڑتی تو چار سر نہ ہوتے۔

شیاما: ہوجاتے تو ہو جاتے۔ دیکھ لینا میں کہہ دوں گی۔

اتنے میں کوٹھری کا دروازہ کھُلا اور ماں نے دھوپ سے آنکھوں کو بچاتے ہوئے کہا'' تم دونوں باہر کب نکل آئے ؟ میں نے کہا تھا دوپہر کو نہ نکلنا؟ کس نے یہ کواڑ کھولا؟''

کواڑ کیشو نے کھولا تھا۔ لیکن شیاما نے ماں سے بات نہیں کہی۔ اسے خوف ہوا کہ بھیّا پٹ جائیں گے۔ کیشو دل میں

© NCERT not to be republished

کانپ رہا تھا کہ کہیں شیاما کہہ نہ دے۔ انڈے نہ دکھائے تھے۔ اس وجہ سے اب اس کو شیاما پر اعتبار نہ تھا۔ شیاما صرف محبت کے مارے چپ تھی یا اس قصور میں حصّہ دار ہونے کی وجہ سے، اس کا فیصلہ نہیں کیا جاسکتا۔ شاید دونوں ہی باتیں تھیں۔

ماں نے دونوں کو ڈانٹ ڈپٹ کر پھر کمرے میں بند کردیا اور آہستہ آہستہ انھیں پنکھا جھلنے لگی۔ ابھی صرف دو بجے تھے۔ باہر تیز لو چل رہی تھی اب دونوں کو نیند آ گئی۔

چار بجے یکا یک شیاما کی آنکھ کھلی۔ کواڑ کھلے ہوئے تھے۔ وہ دوڑتی ہوئی کارنس کے پاس آئی اوپر کی طرف تکنے لگی۔ ٹوکری کا پتہ نہ تھا اتفاقاً اس کی نگاہ نیچے گئی اور وہ اُلٹے پاؤں دوڑتی ہوئی کمرے میں جا کر زور سے بولی۔

''بھیّا انڈے تو نیچے پڑے ہیں بچّے اُڑ گئے۔''

کیشو گھبرا کر اُٹھا اور دوڑتا ہوا باہر آیا۔ دیکھتا ہے کہ تینوں انڈے نیچے ٹوٹے پڑے ہیں۔ پانی کی پیالی بھی ایک طرف ٹوٹی پڑی ہے۔ اس کے چہرے کا رنگ اُڑ گیا۔ سہمی ہوئی آنکھوں سے زمین کی طرف دیکھنے لگا۔

شیاما نے پوچھا ''بچّے کہاں اُڑ گئے بھیّا؟''

کیشو نے افسوناک لہجے میں کہا ''انڈے تو پھوٹ گئے۔''

شیاما: اور بچّے کہاں گئے؟

کیشو: تیرے سر میں، دیکھتی نہیں ہے انڈوں سے اُجلا اُجلا پانی نکل آیا ہے۔ وہی تو دو چار دن میں بچّے بن جاتے۔

ماں نے سوئی ہاتھ میں لیے ہوئے پوچھا ''تم دونوں وہاں دھوپ میں کیا کررہے ہو؟''

شیاما نے کہا ''امّاں جی! چڑیا کے انڈے پڑے ہیں۔''

ماں نے آکر ٹوٹے ہوئے انڈوں کو دیکھا اور غصّے سے بولی:

''تم لوگوں نے انڈوں کو چھوا ہوگا۔''

اب تو شیاما کو بھیّا پر ذرا بھی ترس نہ آیا۔ اسی نے شاید انڈوں کو اس طرح رکھ دیا کہ وہ نیچے گر پڑے۔ اس کی سزا انھیں ملنی چاہیے۔''انھوں نے انڈوں کو چھیڑا تھا امّاں جی۔''

ماں نے کیشو سے پوچھا ''کیوں رے کیشو! بھیگی بلّی بنا کھڑا ہے، تو وہاں پہنچا کیسے؟''

شیاما: چوکی پر اسٹول رکھ کر چڑھے تھے امّاں جی۔

کیشو: تو اس کو تھامے نہیں کھڑی تھی؟

شیاما: تم ہی نے تو کہا تھا۔

ماں: تو اتنا بڑا ہوگیا تجھے نہیں معلوم، چھونے سے چڑیا کے انڈے گندے ہوجاتے ہیں ۔ چڑیا پھر اُنھیں نہیں سیتی۔

شیاما نے ڈرتے ڈرتے پوچھا'' تو کیا چڑیا نے انڈے گرائے ہیں ، امّاں جی!''

ماں: اور کیا کرتی؟ کیشو کے سر اس کا پاپ پڑے گا۔ ہاہا! تین جانیں لے لیں دُشٹ نے ۔

کیشو: رونی صورت بنا کر بولا:'' میں نے تو صرف انڈوں کو گدّی پر رکھ دیا تھا امّاں!''

ماں کو ہنسی آ گئی۔ مگر کیشو کو کئی دن تک اپنی غلطی کا افسوس رہا۔ انڈوں کی حفاظت کرنے کے زعم میں اس نے ان کا ستیاناس کرڈالا ۔ اس کو یاد کرکے کبھی کبھی وہ رو پڑتا۔

دونوں چڑیاں پھر وہاں نہ دکھائی دیں۔

(پریم چند)

مشق

- **معنی یاد کیجیے:**

عالمانہ غرور	:	بڑبولا پن، جان کاری کا گھمنڈ
پیچیدہ	:	الجھا ہوا، مشکل
خواہش	:	طلب، چاہت
تحقیقات	:	چھان بین، جاننا، معلوم کرنا
قیاس	:	اندازہ
بے تاب	:	بے چین

© NCERT not to be republished

تجویز	:	مشورہ
اُدھیڑبُن	:	سوچ ، بچار
اعتبار	:	بھروسا
اتفاقاً	:	اچانک
افسوس ناک	:	دکھ بھرا
دُشٹ	:	شریر، بے رحم
زعم	:	غرور

● غور کیجیے:

☆ کوئی بھی کام کرنے سے پہلے خوب سوچ سمجھ لینا چاہیے۔

☆ دوستی سمجھ داری کے ساتھ کرنی چاہیے۔

● سوچیے اور بتائیے:

1۔ گھونسلا دیکھ کر بچّوں کے دل میں کیا خواہش پیدا ہوئی؟

2۔ گھونسلے تک پہنچنے کی کیشو نے کیا ترکیب کی؟

3۔ شیاما کو اپنے بھائی کیشو پر ترس کیوں نہیں آیا؟

4۔ پرندوں کے انڈوں کو کیوں نہیں چھونا چاہیے؟

5۔ گھونسلے سے زمین پر انڈے کس نے گرادیے اور کیوں؟

● نیچے لکھے ہوئے لفظوں سے جملے بنائیے:

اُدھیڑبُن   انداز ہ   برداشت   یکا یک   ستیاناس

© NCERT not to be republished

● نیچے لکھے ہوئے لفظوں کی مدد سے خالی جگہوں کو بھریے:

بچّے پاپ ٹوٹی دفتر کانپ

1۔ کیشو دل میں .... رہا تھا۔
2۔ پانی کی پیالی بھی ایک طرف...................... پڑی ہے۔
3۔ کیشو کے سر اس کا .... پڑے گا۔
4۔ .... نکل کر پھر سے اُڑ جائیں گے۔
5۔ بابو جی .... گئے ہوئے تھے۔

● نیچے لکھے ہوئے لفظوں کے واحد اور جمع بنائیے:

سوالات موقع تکلیف خواہش پرندے چیز

● قواعد:

☆ ان جملوں میں آئندہ آنے والے زمانے میں کسی کام کے کیے جانے کے بارے میں بتایا جا رہا ہے۔ قواعد کی زبان میں اس آنے والے زمانے کو ''مستقبل'' کہا جاتا ہے۔

1۔ میں اتر آؤں گا تو تجھے دکھا دوں گا۔
2۔ بچّے بھوک کے مارے چوں چوں کرکے مر جائیں گے۔
3۔ امّاں جی سے کہہ دوں گی۔

● نیچے لکھے ہوئے لفظوں کے مذکّر اور مونّث لکھیے:

امّاں چڑا بہن بچّہ بلّی

© NCERT not to be republished

• نیچے لکھے ہوئے محاوروں کو جملوں میں استعمال کیجیے:

چہرے کا رنگ اڑ جانا   بھیگی بلّی بننا   پھُر سے اُڑ جانا   دَم روکنا   سُدھ نہ رہنا

• نیچے لکھے ہوئے لفظوں کے متضاد لکھیے:

دھوپ   تکلیف   سزا   پاپ   جواب

• کس نے کس سے کہا؟

☆ ذرا ہمیں دکھا دو بھیّا، کتنے بڑے ہیں؟

☆ جا، دانہ اور پانی کی پیالی لے آ۔

☆ تم لوگوں نے انڈوں کو چھوا ہوگا۔

• عملی کام:

☆ زمانۂ مستقبل کے پانچ جملے لکھیے۔

© NCERT not to be republished